حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۱۴

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفَاعِ اَسلاف

ہند

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتھم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ۱۴

(اہل حدیث حضرات صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں)

(ایک ابدال کا، اللہ تعالیٰ سے حدیث سننا)

(معراج ربانی اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبدالرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

فضیلۃ الشیخ معراج ربّانی صاحب کہتے ہیں:

”کہتے ہیں کہ: حضرت خضر نے ایک ابدال سے دریافت کیا، ابدال وبدال، قطب وطب میں بتا چکا ہوں، صوفی اور براہمن، صوفی اور شیطان، یہ سب صوفی ہیں خبیث، یہ سب صوفیوں کے چوزے ہیں،[1] یہ سب نماز روزے کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کو لوٹ رہے ہیں، اور مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کو برباد کر رہے ہیں، یہ تبلیغی جماعت یہودیوں کی اور نصرانیوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے جو مسلمانوں کے ایمان اور عقیدوں کو کھوکھلا کر رہی ہے، اور یہ میں ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہا ہوں اور ہے کوئی مائی کا لال ہمارے ملکوں کے اندر جو آکر اس موضوع پر ربانی سے بحث کرلے، اور آؤ اس کتاب کے حوالے سے میں تمہیں یہودی اور نصرانی نہ ثابت کروں تو اس دن تم مجھے جو سزا دینا چاہو دے لو،

---

[1] ابدال کا ذکر خود نبی ﷺ کی احادیث میں موجود ہے، دیکھئے **ص:۲۶**۔ نیز خود اہل حدیث حضرات کے محدث العصر، شیخ زبیر علی زئیؒ کہتے ہیں کہ اس موقوف صحیح روایت میں ابدال کا ذکر ملتا ہے لیکن یہاں ابدال سے مراد نیک اور صحیح العقیدہ لوگ ہیں۔۔۔**(توضیح الکلام: ج۱: ص۸۷)**، لہذا معلوم ہوا کہ خود معراج ربانی صاحب دلائل سے بے خبر ہیں۔ واللہ اعلم

تمہاری یہودیت میں اور تمہاری بدعقیدگی میں کوئی بھی شک نہیں ہے، اور جو شک کرے وہ بھی بدعقیدہ ہو سکتا ہے، یہ میرا چیلنج ہے۔[2]

خضر علیہ السلام، سنیں، دیکھیں یہ توہین حدیث، یہ ہمارے یہاں کے ملّانے، یہ دیوبندی، ایک چاپڑی پیدا ہوا، سید واہیات، کوئی وہیات، وہ لکھتا ہے کہ تمہیں حدیث پڑھنا ہے تو تم آؤ ذرا دیوبند کے، یہ دیوبند کی حدیث سنو، لکھ رہے ہیں کہ حضرت خضر نے، ابدال جو گھٹنے میں سر رکھ کر کے بیٹھا ہوا تھا علاحدہ، اور محدث عبد الرزاق حدیث کا درس دے رہے تھے، محدث عبد الرزاق حدیث کا درس دے رہے تھے، خضر علیہ السلام اس کے پاس گئے اور کہا کہ دنیا حدیث پڑھ رہی ہے، تم یہاں، جو ہے حدیث سن رہی ہے، تم یہاں گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے ہو تو اس نوجوان نے گھٹنے سر پر ہی رکھے ہوئے، گھٹنے سر پر ہی رکھے ہوئے، اس نے کہہ دیا، اس نوجوان نے کہا، یہ جتنے لوگ ہیں عبد الرزاق سے حدیثیں سن رہے ہیں اور میں یہاں وہ ہوں جو سیدھے رزاق سے حدیثیں سن رہا ہوں، نعوذ باللہ۔

اور یہی وہ عقیدہ تھا جو صوفیوں نے، شبلی نے، اور ان صوفیوں نے، جنید بغدادی نے یہ کہا تھا کہ یہ بتلاؤ تمہارا دین مُردوں کا دین ہے، تمہارا اسلام مُردوں کا اسلام ہے، تمہارا دین مُردوں سے آیا ہے، میں تم سے پوچھوں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ بات کس سے سنی تم نے؟ تو تم کہو بخاری سے، میں پوچھوں بخاری زندہ ہے؟ تم کہو گے مر گیا، بخاری نے کس سے سنی؟ انہوں نے کہا یحییٰ بن معین سے، اپنے استاد سے، کہا یحییٰ بن معین زندہ ہیں؟ کہو گے نہیں، مر گیا، یحییٰ بن معین نے کس سے سنی؟ انہوں نے کہا میں نے فلاں سے سنی ایک تابعی سے سنی، انہوں نے کہا وہ زندہ ہیں؟ وہ تابعی مر گیا، پھر وہ تابعی نے کس سے سنی؟ انہوں نے کہا ابو ہریرہ سے سنی، ابو ہریرہ زندہ ہیں؟ مر گئے، کہا تمہارا دین مردوں سے آیا ہوا ہے،

[2] مگر افسوس جب ان کو شہر حیدرآباد، دکن میں مناظرہ کے لئے دعوت دی گئی، تو موصوف بہانا بناتے ہوئے نکل گئے۔

یہ صوفی کہتا ہے، تم مُردے در مردے تمہاری حدیث بیان کرتے ہیں اور یہاں ہم سے پوچھو گے تو ہم کہیں گے، **حَدَّثَنِیْ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّی،** میرے دل نے میرے رب سے حدیث لی ہے، میرے دل نے میرے۔ [3]

یہ بتاؤ یہ کس کا؟ یہ ہمارا دین ہے یہ؟ یہ ہمارا دین نہیں ہے، یہ کافروں کا دین ہے، اور کافروں سے بدترین لوگوں کا دین ہے، یہ مشرک یہودیوں کا دین ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن وحدیث کی ضرورت نہیں، ہمارا دل سیدھے اللہ سے ڈائریکٹ تعلیم لیتا ہے، نعوذ باللہ، یہ کافروں کا دین ہے، وہی دین زکریا صاحب بتا رہے ہیں کہ کہا: لوگ محدث عبدالرزاق سے حدیثیں سن رہے ہیں، اور یہاں ڈائریکٹ اللہ سے حدیثیں سن رہا ہوں، نعوذ باللہ، یہ حدیث کی توہین نہیں ہے؟ ہاں، یہ کیا پڑھائیں، یہ کیا جانیں حدیث، ان کی تو تقلید کرتے کرتے ان کے گھٹے پڑ چکے ہیں، یہ تو اندھے ہیں، بد باطن ہیں، کور چشم ہیں، یہ کچھ نہیں جانتے، یہ حدیثوں کا تمسخر اور مزاق اڑاتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی حدیثوں کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں یہ لوگ، چنانچہ اس نے کہا، غیب دانی سنو، غیب بھی جانتا تھا وہ، خضر نے کہا میں کون ہوں؟ اس نے کہا: اگر میری فراست غلط نہیں کر رہی ہے، اس نے سر اٹھائے بغیر، تو میں سمجھ رہا ہوں کہ تم خضر ہو، میں، سوچ رہے ہیں، ہم جانتے تھے کہ اللہ ہی ہمارے دلوں کے وسوسوں کو جانتا ہے، یہاں تو باقاعدہ یہ تبلیغی جماعت کے بزرگانِ دین بھی دلوں کے وسوسوں کو جانتے ہیں"۔

الجواب:

غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ معراج ربّانی صاحب اور دیگر مبلغین اہل حدیث حضرات کی یہ عادتِ شریفہ ہے کہ جب تک وہ حضرات عبارات میں سے کچھ کمی یا زیادتی نہ کریں یا حوالہ حذف نہ کریں، تب تک ان کا اعتراض بنتا ہی نہیں۔

لہذا سب سے پہلے **مکمل** عبارت ملاحظہ فرمائیں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ **(م ۱۴۰۲ھ)** فرماتے ہیں:

---

[3] حوالے اور مناظرہ کی رٹ لگانے والے صاحب کا حال یہ ہے کہ وہ خود بے حوالہ بات کرتے ہے، معراج ربانی نے یہ بات کہاں سے ذکر کی ہے، اللہ ہی جانتا ہے۔

ابدال میں سے ایک شخص نے حضرت خضرؑ سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا کوئی ولی بھی دیکھا، فرمانے لگے، ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حاضر تھا میں نے امام عبدالرزاقؒ محدث کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع انکے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علٰیحدہ بیٹھا ہے میں نے اس جوان سے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور ﷺ کی حدیثیں سن رہا ہے تم انکے ساتھ شریک نہیں ہوتے، اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا کہ اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اسکے عبد سے،

حضرت خضرؑ نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاو کہ میں کون ہوں، اسنے اپنا سر اتھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضرؑ ہیں، حضرت خضرؑ فرماتے ہیں کہ اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جنکے علو مرتبہ کیوجہ سے میں انکو نہیں پہچانتا،

حق تعالے شانہ انسے راضی ہو اور ہم کو بھی انسے نفع پہونچائے، آمین۔ (روض) دیکھئے **فضائل اعمال: ج۲: فضائل حج: ص۱۲۸-۱۲۹، نسخہ دینیات ممبئی: فضائل اعمال: ج۲: فضائل حج: ص۸۷۔**

کہا: یہ تو مدینہ منورہ آ گیا، کہنے لگے: اُتر جاؤ اور جب روضہ اقدس پر حاضر ہو تو یہ عرض کر دینا کہ آپ کے بھائی خضر نے بھی سلام عرض کیا ہے۔ [روض: ۹۰]

⑧ شیخ ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور پانچ دن ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا، کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی، میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کر کے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آج رات کو حضور کا مہمان بنوں گا، یہ عرض کر کے وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا: دیکھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، میں اُٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی، میں نے آدھی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ [روض، وفاء] اسی قسم کا ایک قصہ شیخ ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کا نمبر بائیس پر آ رہا ہے۔

⑨ ابدال[1] میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا بھی کوئی ولی دیکھا؟ فرمانے لگے: ہاں دیکھا ہے، میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حاضر تھا، میں نے امام عبد الرزاق محدث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ[2] بیٹھا ہے، میں نے اس جوان سے کہا: تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سُن رہا ہے، تم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے؟ اس جوان نے نہ تو سر اُٹھایا، نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا کہ اُس جگہ وہ لوگ ہیں، جو رزّاق کے عبد[3] سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزّاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ اس نے اپنا سر اُٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضر علیہ السلام ہیں، حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں: اس سے میں نے جانا کہ اللہ جلّ شانُہٗ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں، جن کے عُلُوِّ مرتبہ[4] کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا، حق تعالیٰ شانُہٗ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہونچائے آمین۔ [روض]

⑩ ایک بزرگ فرماتے ہیں ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے، جو اللہ جلّ شانُہٗ نے اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو عطا فرمائی ہیں، ایک نابینا ہمارے قریب بیٹھے ہوئے ہماری باتیں سُن رہا تھا، وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے تمہاری باتوں سے اُنس[5] ہوا، ایک بات سنو! میں

حل لغات: ① ولیوں کے ایک مقامات کا ایک درجہ۔ ② الگ۔ ③ بندہ۔ ④ مرتبہ کی بلندی۔ ⑤ دلچسپی۔

زیارت مدینہ

غور فرمائے! حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) نے یہ واقعہ اپنی طرف سے نہیں لکھا، بلکہ ثقہ امام ابو محمد الیافعیؒ (م ۷۶۸ھ) کی کتاب **"روض الریاحین"** سے نقل کیا ہے، جس کو معراج ربانی صاحب چھپالیا ہے۔ چنانچہ **"روض الریاحین"** میں امام ابو محمد الیافعیؒ (م ۷۶۸ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

وحکی عن ابی العباس الخضر راضون اللہ علیہ انہ سالہ بعض الابدال ھل رایت ولیا للہ تعالی ارفع منک درجۃ قال نعم دخلت مسجد رسول اللہ ﷺ بالمدینۃ فرایت عبد الرزاق وحولہ جماعۃ یستمعون الحدیث وفی زاویۃ المسجد فتی جالس واضع راسہ علی رکبتہ فقلت لہ ایھا الشاب اما تری الجماعۃ یسمعون احادیث الرسول ﷺ من عبد الرزاق فھلا سمعت معھم فلم یرفع راسہ الی ولا اکترث بی ولکن قال ھنا من یسمع من عبد الرزاق وھنا من یسمع من الرزاق لا من عبدہ قال الخضر فقلت ان کان ما تقول حقا، من انا؟ فرفع راسہ الی وقال ان کانت الفراسۃ حقا فانت الخضر فعلمت ان للہ و تعالی اولیاء لا اعرفھم لعلو رتبھم رضی اللہ عنھم و نفعنا بھم آمین۔ (ص:۱۱۹)

الحكاية السادسة بعد المائة عن أحدهم

قال كنت بمكة فرأيت فقيرا يطوف بالبيت فأخرج من جيبه رقعة ونظر فيها فلما كان في اليوم الثاني والثالث كان يفعل ذلك فطاف في يوم من الأيام ونظر في الرقعة وتباعد قليلا وسقط ميتا فأخرجت الرقعة من جيبه فإذا فيها مكتوب ﴿**واصبر لحكم ربك فإنك بأعيننا**﴾(۱) رضي الله عنه ونفع به .

(وحكى عن أبي العباس الخضر رضوان الله عليه) أنه سأله بعض الأبدال هل رأيت وليا لله تعالى أرفع منك درجة قال نعم دخلت مسجد رسول الله ﷺ بالمدينة فرأيت عبد الرزاق وحوله جماعة يستمعون الحديث وفي زاوية المسجد فتى جالس واضع رأسه على ركبته فقلت له أيها الشاب أما ترى الجماعة يسمعون أحاديث الرسول ﷺ من عبد الرزاق فهلا سمعت معهم فلم يرفع رأسه إلي ولا اكترث بي ولكن قال هنا من يسمع من عبد الرزاق وهنا من يسمع من الرزاق لا من عبده قال الخضر فقلت إن كان ما تقول حقا من أنا فرفع رأسه إلي وقال إن كانت الفراسة حقا فأنت الخضر فعلمت أن لله تبارك وتعالى أولياء لا أعرفهم لعلو رتبهم رضى الله عنهم ونفعنا بهم آمين .

الحكاية السابعة بعد المائة عن أحدهم

قال كنا في المدينة نتكلم في بعض الأوقات في آيات الله تعالى المنعم بها على عباده من أوليائه وأهل وده وقربه من أصفيائه وكان رجل ضرير بالقرب منا يسمع ما نقول فتقدم إلينا وقال أنست بكلامكم، اعلموا أنه كان لي عيال وأطفال فخرجت إلى البقيع أحتطب فرأيت شابا عليه قميص من كتان ونعله في أصبعه فتوهمت أنه تائه فقصدت أن أسلبه ثوبه فقلت له انزع ما عليك فقال لي مر في حفظ الله تعالى فقلت له الثانية والثالثة فقال ولا بد قلت ولابد فأشار بأصبعيه إلى عيني فسقطتا فقلت له بالله عليك من أنت فقال أنا إبراهيم الخواص رضى الله عنه (قلت) وإنما دعا إبراهيم الخواص رضى الله عنه على اللص بالعمى ودعا إبراهيم بن أدهم للذى ضربه بالجنة لأن الخواص شهد من اللص أنه لا يتوب إلا بعد العمى فرأى العقوبة أصلح له وابن أدهم لم يشهد توبة الضارب له فى عقوبته فتفضل عليه بالدعاء له فتوة منه وكرما

---

(۱) سورة الطور الآية ٤٨ .

اب قارئین ہی فیصلہ کریں کہ معراج ربانی صاحب کی اس حرکت کو کیانام دیا جائے۔ نیز موصوف نے اس واقعہ پر "۳" اعتراضات کیا ہیں۔

(۱) یہ واقعہ جھوٹا ہے؟؟

(۲) تبلیغی جماعت یہودیوں کی اور نصرانیوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے؟؟؟

(۳) یہ واقعہ حدیث کی توہین پر دلالت کرتا ہے؟؟؟

ترتیب وار، ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

پہلے اعتراض کا جواب:

جیسا کہ گزر چکا کہ حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) نے یہ واقعہ اپنی طرف سے بنا کر نہیں لکھا، بلکہ ثقہ، امام ابو محمد الیافعیؒ (م ۷۶۸ھ) کی کتاب **"روض الریاحین"** سے نقل کیا ہے۔ نیز ان کے علاوہ اور بھی ائمہ محدثین مثلاً محدث ابو القاسم القشیریؒ (م ۴۶۵ھ)، حافظ ابو طاہر السِلفیؒ (م ۵۷۶ھ)، حافظ **ابن الملقن**ؒ (م ۸۰۴ھ) وغیرہ نے یہی حکایت ذکر کی ہے۔ **(الرسالۃ القشیریۃ: ج ۲: ص ۵۳۸، حدائق الاولیاء: ج ۲: ص ۵۴۴)**

اس واقعہ کی سند اور اس کے رواۃ کی تحقیق:

اور حضرت خضرؑ کا یہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ حافظ ابو طاہر السِلفیؒ (م ۵۷۶ھ) نے بھی مع سند ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو بكر أحمد بن علي بن بدران بن علي الحلواني الفقيه الزاهد، قرأت عليه من أصله في شعبان سنة أربع وتسعين وأربع مائة، أنا أبو المظفر هناد بن إبراهيم بن محمد بن نصر بن صالح بن إسماعيل بن عصمة النسفي القاضي أخبرنا علي بن أحمد بن محمد البغدادي، نا جعفر بن محمد بن نصير، نا أحمد بن مسروق، نا أبو عمران الخياط،

قال: قال لي الخضر عليه السلام: ما كنت أظن أن لله تعالى وليا إلا وقد عرفته، وكنت بصنعاء اليمن في المسجد والناس حول عبد الرزاق يسمعون منه الحديث، وشاب جالس في ناحية المسجد، فقال لي: ما شأن هؤلاء، فقلت: يسمعون من عبد الرزاق، فقال: عمن؟ قلت: فلان عن فلان عن النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: هلا سمعوا عن الله، قلت: فأنت ممن يسمع عن الله، قال: نعم. قلت: من أنا قال: أنت الخضر. فقلت: إن لله أولياء ما عرفتهم۔ (المشيخة البغدادية لأبي طاهر السلفي المخطوطة بالأسكوريال رقم ۱۷۸۳ [Folio]: فولیو نمبر ۲۷۹)

المشيخة البغدادية
للحافظ السلفي رحمه الله

طوس بطاعة أخبرنا علي بن أحمد بن محمد الرزاز نا أحمد بن سلمان الفقيه
نا إبراهيم الحربي نا مسدد نا عبد الله بن يحيى بن أبي كثير عن أبيه قال لم
يورث العلم مثل الخشية أخبرنا علي بن أحمد بن محمد الرزاز
نا جعفر بن محمد بن نصير نا أحمد بن مسروق نا أبو عمران الخياط
قال قال لي الخضر عليه السلام ما كنت أظن أن لله تعالى وليا
إلا وقد عرفته وكنت بصنعاء اليمن في المسجد والناس
حول عبد الرزاق يسمعون منه الحديث وشاب في جانب
ناحية المجلس فقال لي ما شأن هؤلاء فقلت يسمعون من
عبد الرزاق فقال عمن قلت عن فلان عن فلان عن النبي صلى
الله عليه وسلم فقال هلا سمعوا عن الله قلت وأنت
ممن يسمع عن الله قال نعم قلت من أنا قال أنت الخضر
فقلت إن لله أولياء ما عرفتهم أخبرنا أحمد بن محمد بن
سعيد نا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد نا إبراهيم بن علي نا جدي
نا عبد الله بن صالح قال أتينا بشر بن الحارث فخرج إلينا فأشرف
علينا فقال لسنة أحدث وها هنا من الغوغاء أحد قال
فتفرق الناس حتى بقيت أنا فقلت يا أبا نصر قد ذهب الغوغاء
فأشرف علي فقال وأنت أي شيء تصنع ها هنا أخبرنا
محمد بن الحسين بن محمد بن الفضل نا أحمد بن محمد بن زياد نا إبراهيم
بن علي بن نصر شاذان الفارسي نا جدي نا سعد بن الصلت
قال أتينا الأعمش يوم يشك فيه فخرج إلينا وعليه فروة

سند کے روات کی تحقیق:

(۱) شیخ الاسلام، امام ابو طاہر السلفیؒ (م۵۷۶ھ) مشہور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۴۸۲، لسان المیزان: ج۱: ص۶۵۷)**

(۲) احمد بن علی بن بدران، ابو بکر الحلوانیؒ (م۵۰۷ھ) صدوق، امام اور اپنے وقت کے بغداد کے مسند تھے۔ **(سیر: ج۱۹: ص۳۸۰، لسان المیزان: ج۱: ص۵۴۶، ذیل تاریخ بغداد لابن نجار: ج۱۸: ص۷۸، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، مع تاریخ بغداد للخطیب)**

(۳) ہناد بن ابراہیم، ابو المظفر النسفیؒ (م۴۶۵ھ) بھی صدوق ہیں۔ انشاء اللہ

قاضی المرستان، ابو بکر محمد بن عبد الباقی الانصاریؒ نے ان کو "**الشیوخ الثقات**" میں شمار کیا ہے۔ **(أحادیث الشیوخ الثقات: ج۲: ص ۸۶۲)**، لیکن ان کی روایت میں اکثر مناکیر و موضوعات ہے، جیسا کہ لسان المیزان میں ہے۔ **(ج۸: ص۳۴۵)**، اور انہی مناکیر اور موضوعات نقل کرنے کی وجہ سے، ان کی تضعیف کی گئی اور ان پر کلام کیا گیا ہے، جیسا کہ حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے اشارہ کیا اور امام ابو محمد الطیب بن عبد اللہ با مخرمۃ نے کہا ہے۔ **(المغنی فی الضعفاء: ج۲: ص ۷۱۳، قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدھر: ج۳: ص ۴۵۲)**،

لہذا وہ "**صدوق، یروي الموضوعات**" ہیں۔ واللہ اعلم

(۴) علی بن احمد بن محمد بن داود، ابو الحسن البغدادیؒ (م۴۱۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۹: ص۳۰۹)**

(۵) جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م۳۴۸ھ) ثقہ، فاضل، امام ہیں۔ **(الدلیل المغنی: ص۱۶۲-۱۶۳)**

(۶) احمد بن محمد بن مسروقؒ (م۲۹۸ھ) بھی صدوق ہیں۔

حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) نے ان کو "الثقات" میں شمار کیا ہے۔ حافظ مسلمۃ بن قاسمؒ (م۳۵۳ھ) نے کہا: "**کان کثیر الحدیث مشھور أبه**"۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۱۰۰)**،

لہذا وہ صدوق ہیں۔[4]

(۷) موسی بن محمد، ابو عمران الخیاطؒ بھی ثقہ راوی ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۵۴)**

لہذا یہ سند حسن ہے اور معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ثابت ہے۔[5]

الغرض معراج ربانی صاحب کا صحیح واقعہ کو جھوٹا ثابت کرنا، باطل ومردود ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب: [تبلیغی جماعت یہودیوں کی اور نصرانیوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے ؟؟؟]

فضیلۃ الشیخ، معراج ربانی صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ

"یہ تبلیغی جماعت یہودیوں کی اور نصرانیوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے جو مسلمانوں کے ایمان اور عقیدوں کو کھوکھلا کر رہی ہے"، جیسا کہ گزر چکا، اس کے جواب میں عرض ہے کہ

خود اہل حدیث عالم، محب اللہ شاہ راشدیؒ کہتے ہیں کہ

"اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے علاوہ فارین کنٹریز یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہا ممالک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور **ان کی بے لوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں** اور مختلف ممالک کے لئے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آئی ہیں، جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ **وہ عقیدہ عملاً مسلمان ہو گئے ہیں** اور گو اس سے پیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمین پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے

---

[4] امام دار قطنیؒ **(م ۳۸۵ھ)** کی جرح سے ان کا عدم ثقہ یا عدم ثبت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔ **(لسان المیزان: ج۱: ص۶۴۶)**

[5] حضرت خضرؑ کی حیات کے تعلق سے ائمہ محدثین کا اختلاف ہے، اور مشہور حافظ الحدیث اور صاحب الجرح والتعدیل، امام تقی الدین ابن الصلاحؒ **(م ۶۴۳ھ)** فرماتے ہیں کہ

"**وأما الخضر عليه السلام فهو من الأحياء عند جماهير الخاصة من العلماء والصالحين والعامة معهم في ذلك**"۔ **(فتاوی ابن الصلاح: ص۱۸۱)**

نمازی بن گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں، جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں۔۔۔۔۔اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور نمازی بن رہے ہیں اور بحمد اللہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے“۔**(مقالات راشدیہ محب اللہ شاہ راشدی: ص۱۵۵)**

درست کر رہے ہیں؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا اور اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے علاوہ فارین کنٹریز، یورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہا ممالک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور ان کی بےلوث خدمات اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں اور مختلف ممالک کے لیے مسلمانوں کی جماعتیں ہمارے پاکستان میں آئی ہیں جن کو آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عقیدہ وعملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گو اس سے پیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمیں پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں اور اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ تصاویر کا کرشمہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ تصویر کشی تو ان کے ہاں قطعی طور پر ناجائز ہے۔ گو ہم مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے اجتماعات میں ان کے علماء وغیرہم کی تصاویر لی جاتی ہیں اور وہ خاموش رہتے ہیں لیکن تبلیغی جماعت کے کسی اجتماع میں فوٹوگرافر کی شکل بھی دیکھنے میں نہیں آتی اور نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مسلمان صحیح طور نمازی بن رہے ہیں اور بحمد للہ جماعت میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔ جب یہ امثلہ ہمارے سامنے موجود ہیں تو اب آخر ایسی کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ اب نمازی تعلیم کے لیے ہم ایسے کام کی طرف رجوع کریں جو اسلامی شریعت کی تعلیم کے لیے ہم ایسے کام کی طرف رجوع کریں جو اسلامی شریعت میں حرام ہے۔ بے شک مضطر کے لیے میتہ وغیرہا حلال ہو جاتا ہے تاکہ اس کی زندگی بچ جائے۔ لیکن فوٹوگرافی کو قیاس کرنا علمی بات نہ ہوگی کیونکہ یہاں واللہ باللہ کوئی اضطرار ہے ہی نہیں بلکہ ہم خود ہی ایک کام کرتے کرتے اس کے عادی بن جاتے ہیں پھر اس کو ایک ضرورت بنا دیتے ہیں اور یہ خودساختہ ضرورت ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ الآیۃ کے تحت قطعاً نہیں آسکتی ہو سکتا ہے کہ کہا جائے کہ آج کل کے علماء بھی کچھ کتابچے تصنیف فرما رہے ہیں جن میں تصاویر ہوتی ہیں اور ان کے ذریعہ شرعی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں ہو سکتا ہے کہ عرب ممالک کا بھی حوالہ دیا جائے لیکن اس کا جواب گو طویل بھی ہو سکتا ہے لیکن میں چند مختصر الفاظ میں عرض کرلوں کہ ہمارا ایمان ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ اس کا واضح اور دوٹوک جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک سائیڈ میں اگر پوری دنیا ہے جس میں علماء وفضلاء وعوام وخواص سب ہوں اور دوسرے سائیڈ میں اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول مقبول ﷺ ہو تو ایک سچا مسلمان تو یہی اور صرف یہی کہہ سکتا ہے کہ صحیح بات وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آئی ہے باقی پوری دنیا غلطی پر ہے ان کا موقف قطعاً صحیح نہیں اور ان سب سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سوال ہوگا۔ قیامت کے دن بھی یہی سوال ہوگا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی یا نہیں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے فلاں وفلاں عالم وفاضل جو اپنے عہد کا چوٹی کا فاضل شمار ہوتا تھا اس کے نقش قدم پر چلے یا نہیں۔ لہٰذا اگر چند علماء عملاً تصویر کشی کو جائز قرار دے رہے ہیں یا عرب ممالک بھی اس رو میں بہہ گئے ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے وہ یقیناً عظیم غلطی اور سنگین خطا کے مرتکب ہیں۔ ہم نے ان علماء یا فضلاء یا عربوں صرف من حیث العرب ہونے کے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ ہم نے کلمہ محمد

اسی طرح اہل حدیث حضرات کے ایک اور محدث محمد عطاء اللہ حنیف صاحب بھوجیانیؒ کہتے ہیں کہ

ان کی کمزوریوں اور غلطیوں سے قطع نظر اس دنیاداری اور نفسا نفسی کے دور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں، جو اصلاح نفس اور دنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ **(ہفت روزہ الاعتصام، اشاعت خاص بیاد محمد عطاء اللہ بھوجیانی: ص۵۱۵)**

پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر ملتانی
شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب۔ لاہور
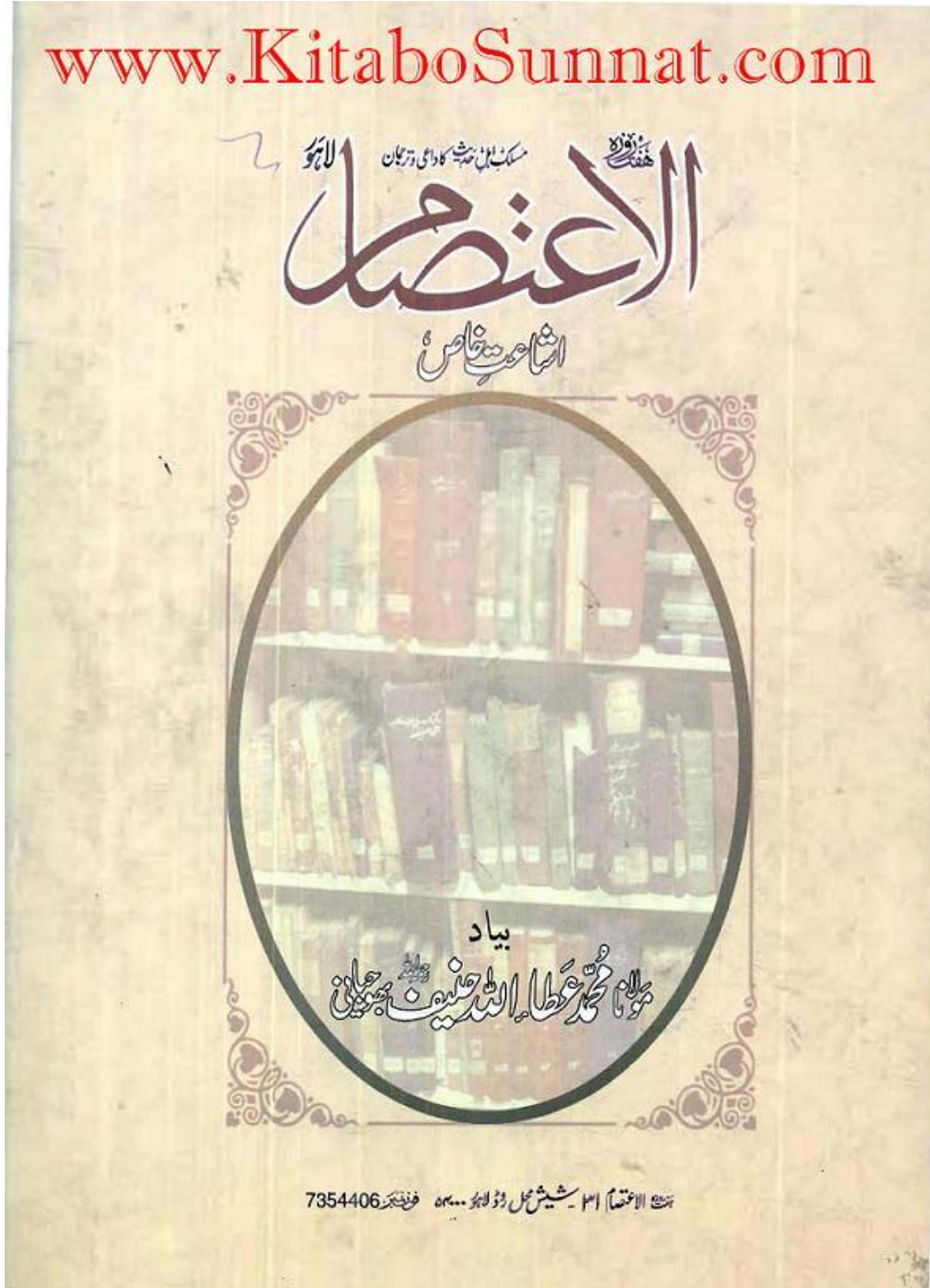
مولانا عطاء اللہ حنیفؒ سلفیت کے حقیقی علمبردار

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ سُنّتِ رسُولؐ کے شیدائی اور علم دوست انسان تھے۔ آپ نے پوری زندگی علم کی خدمت پر صرف فرمائی۔ آپ کی تحقیقات مختلف کتابوں پر اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ مَیں ان کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے چند یادگار باتیں قلم بند کر رہا ہوں۔

۱۔ مولانا رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر تھا، کسی ایک بزرگ نے (وہ بھی عالم تھے) یہ کہا کہ اصُول میں وارد شدہ نصوص میں لچک ناممکن ہے۔ مگر فروع (مسائل) کے اندر وارد شدہ نصُوص کے اندر لچک (وُسعت) ہے۔ یعنی اس میں اپنی ذاتی آراء سے اِن کو ردّ کیا جاسکتا ہے۔ اس پر مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بالکل درست نہیں، جب فروع میں لچک پیدا کریں تو پھر اصُول کیسے محفوظ رہیں گے؟

۲۔ ایک اور واقعہ مجھے یاد ہے کہ کسی سائل نے کہا مولانا آپ اپنی کوئی کرامت بتائیں؟ بار بار استفسار پر مولانا رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہُوئے فرمایا کہ یہ ادارہ "دار الدعوة السلفية" جس کے زیرِ اہتمام (مسجد، لائبریری، مدرسہ، الاعتصام اور ادارہ تحقیق و تالیف) چل رہے ہیں کیا یہ میری کرامت نہیں جو اکرم اللہ علی عبدہ کا مصداق ہے۔

۳۔ مولاناؒ سے جب مَیں نے اپنے مقالہ برائے پی ایچ ڈی جو ابن حزمؒ سے متعلق تھا، کے متعلق مشورہ لیا تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور ابن حزمؒ کی علمی اور سلفی شخصیت سے متعلق بہت سی معلومات سے روشناس فرمایا۔

۴۔ کسی نے ایک دفعہ تبلیغی جماعت کے متعلق پُوچھا تو جواب میں فرمایا، ان کی کمزوریوں اور غلطیوں سے قطع نظر اس دُنیا داری اور نفسا نفسی کے دَور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں جو اصلاحِ نفس اور دُنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہُوئے ہے۔

حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانیؒ ایک ہمہ گیر شخصیت کے علاوہ اس صدی کی اِن گِنی چُنی چند شخصیتوں میں سے تھے جو تحریک احیائے کتاب وسُنّت کے سلسلہ میں عالمی حیثیت کی حامل تھیں۔ دعوت الی اللہ، اصلاحِ معاشرہ اور خدماتِ دین کے سلسلے میں ان کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں۔ تحقیق و مطالعہ، تصنیف و تالیف، تدریس و تعلیم، خطابت وصحافت اور سیاست میں سے کوئی شعبہ ایسا نہیں جسے آپؒ نے خدمت قرآن وحدیث کے لیے استعمال نہ کیا ہو۔ پُختہ ارادہ وعقیدہ، صاحب فکر ونظر، پاکیزہ عمل وکردار، مُعاملات

معلوم ہوا کہ خود اہل حدیث علماء کے نزدیک تبلیغی جماعت کی بے لوث خدمات اور ان کی وجہ سے ہزاروں مسلمان صحیح طور پر مسلمان ہو چکے ہیں۔

لہذا اب قارئین ہی فیصلہ کریں، کہ کیا ان اہل حدیث علماء کی رائے درست ہے،

یا فضیلۃ الشیخ، معراج ربانی صاحب کی ؟؟؟

تیسرے اعتراض کا جواب: [کیا یہ واقعہ حدیث کی توہین پر دلالت کرتا ہے ؟؟؟]

فضیلۃ الشیخ، معراج ربانی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ وہ یہ ثابت کریں کہ یہ واقعہ حدیث کی توہین پر دلالت کرتا ہے۔

لیکن ان کا استدلال ہی باطل و مردود ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ کشف کے تعلق سے ہے۔

مشہور اہل حدیث عالم، مولانا عبد الجبار غزنویؒ کہتے ہیں کہ

واضح ہو الہام کی چند اقسام ہیں، ایک تحدیث یعنی وہ کلام جو پردہ غیب سے نازل ہوتی ہے،

پس اگر انبیاءؑ پر نازل ہو، تو اس کو اصطلاح شرعی میں وحی کہتے ہیں، اور اگر اولیاء پر نازل ہو، اسکو تحدیث کہتے ہیں۔

اور ایسے ہی لفظ وحی مورد کے اعتبار سے جداگانہ معنے رکھتا ہے، اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی نسبت کی جائے، تو اس جگہ الہام مراد ہو گا۔

پھر موصوف نے آگے کتاب و سنت سے الہام کے برحق ہونے پر دلائل بھی ذکر کئے ہیں اور اخیر میں کہا کہ ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سنائی دیتی ہے۔

(اثبات الالہام و البیعۃ بادلۃ الکتاب و السنۃ: ص ۱۲۵)

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد والمنه وله الشکر والنعمه که رساله شریفه وکراسه جمیله در رد منکرین الهام بنقض کلام فرقه محدثه

مشتمل

اثبات الالهام والبیعة بادلة الکتاب والسنة الملقبة بتضحیک الانام علی تحقیق الکلام

بزبان محمود و آوان مسعود بتوفیق الٰہی تائید صمدی حسب الایماء منشی عبدالحق صاحب لاہوری

مطبع ریاض ہند امرتسر مین باہتمام شیخ نور احمد مہتمم کی چھپا

حکائیتین اور اسکے اقسام اور کیفیتین وہی لوگ تبلا سکتے ہین جو صاحب حال ہین۔
واضح ہو الہام کے چند اقسام ہین ایک تحدیث یعنے وہ کلام جو بردہ غیب سے نازل ہوتی ہے پس اگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہو تو اُسکو اصطلاح شرعی مین وحی کہتے ہین اور اگر اولیا اللہ پر نازل ہوا سکو تحدیث کہتے ہین اور ایسے ہی لفظ وحی ورود کے اعتبار سے جدا گانہ معنے رکھتا ہے اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی نسبت کیجائے تو اُس جگہ الہام مراد ہوگا چنانچہ اس آئیت مین واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوابی وبرسولی جبوقت الہام کیا ہمنے حواریون کی طرف کہ ایمان لاؤ مجھپر اور میرے رسول پر اور اس آیت مین واوحینا الی ام موسی ہم نے الہام کیا موسی کی والدہ کو۔ چونکہ یہہ لوگ نبی نہ تھے اس واسطے اِن آئیتون مین وحی کا ترجمہ الہام کیا جاتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کی قراءت مین ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الآیۃ اور نہین بھیجا ہمنے تجھہ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ صاحب الہام آخر آیت تک اگر چہ لفظ محدث ہماری قراءت متواتر مین نہین مگر علماء کے نزدیک قراءت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکھتی ہے اور حدیث صحیح مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فعمر بیشک پہلی امتون مین صاحب الہام تھے پس اگر میری اُمت مین کوئی ہوگا تو عمر ہوگا۔ اِس آئت اور حدیث مین تحدیث کی قسم کا بیان ہے۔ تحدیث کے معنی مین بات کرنا پس ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سُنائی دیتی ہے ملا صاحب جو الہام کو محض خیال تبلاتے ہین بالکل غلط ہے۔

قسم دوئم۔ زبانی فرشتہ متشکل بشکل بشر کے کلام سُننا جیسا کہ مریم علیہا السلام کے حق مین فرمایا فارسلنا الیہا روحنا الآیات پس ہم نے بھیجا مریم کی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو آئیتون کے اخیر تک واذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک

معلوم ہوا کہ خود اہل حدیث علماء کے نزدیک کشف والہام برحق ہے۔

اور خود اہل حدیث حضرات کے نزدیک اکابر واسلاف کے کشف، کرامات، واقعات اور قصص، شرعی حجت نہیں ہے۔ **(مجلہ دفاع اسلاف: اشاعت نمبر ۱۲: ص۲۶)**،

لہذا اس واقعہ کو زبردستی حدیث کی توہین محمول کرنا صحیح نہیں ہے، خاص طور سے جبکہ ائمہ محدثین نے اس واقعہ سے یہ مفہوم اخذ نہیں کیا ہے۔

پھر اگر معراج ربانی صاحب اور اہل حدیث حضرات کو اصرار ہے کہ یہ واقعہ، حدیث کی توہین پر دلادت کرتا ہے، تو عرض ہے کہ کیا ان ائمہ محدثین اور علماء پر بھی توہین حدیث کا فتوی لگے گا، جنہوں نے حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ **(م ۱۴۰۲ھ)** سے پہلے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

نیز اہل حدیث علماء نے بھی اس طرح کے واقعات ذکر کئے ہیں۔

چنانچہ اہل حدیث، عالم عبد اللہ غزنوی صاحبؒ کے بارے میں مولانا سید عبد الجبار غزنویؒ فرماتے ہیں:

وہ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے۔ اللہ کی طرف سے الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے اور انہیں اس کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

اسی طرح ان کے بارے میں نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں:

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے انہیں ہم کلامی کا شرف بھی حاصل تھا۔ **(تذکرۃ النبلاء از عبد الرشید عراق: ص۱۲۸-۱۲۹، طبع بیت الحکمت، لاہور)**

اب کیا معراج ربانی کے الفاظ میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ فرقہ اہل حدیث کے حضرات کو قرآن وحدیث کی ضرورت نہیں، ان کے دل سیدھے اللہ سے، ڈائریکٹ تعلیم لیتا ہے؟؟

اور اس طرح کے واقعات لکھ کر علماء اہل حدیث نے حدیث کی توہین کی ہے؟؟؟

تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء

یعنی

خاندان ولی اللّٰہی، خاندان حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی، خاندان عمر پور ضلع مظفر نگر، علمائے بنارس ﴿ خاندان مولانا سید جلال الدین احمد جعفری ہاشمی و خاندان مولانا محمد سعید محدث بنارسی ﴾ خاندان لکھوی، خاندان غزنویہ امرتسر، خاندان مولانا فیض اللہ بھوجیانی، علوی خاندان سوہدرہ ﴿ مولانا عبدالمجید سوہدروی ﴾ قصوری خاندان، روپڑی خاندان، یزدانی خاندان، کیلانی خاندان اوران کے علاوہ ﴿ ۱۷ ﴾ نامور علمائے اہلحدیث کے حالات وواقعات اوران کی تدریسی و تصنیفی خدمات تذکرہ ﴿ کل ۴۷ اعلمائے اہلحدیث کا تذکار جمیل ﴾

عَبْدُ الرَّشِیْد عِرَاقی

۱۲۸

وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ سے بے شمار حضرات نے اکتساب فیض کیا۔ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا، لوگوں کو اتباع سنت کی ترغیب دیتے اور اس کے ساتھ شرک و بدعت اور محدثات سے بچنے کی نصیحت بھی کرتے۔ اس کے علاوہ آپ نے توحید، اتباع سنت اور عقائد صحیحہ پر بے شمار رسائل چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کرواتے رہے۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے ۱۵ ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ کو امرتسر میں انتقال کیا۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا۔ علمائے اسلام نے ان کے علم و فضل کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

مولانا سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے۔ امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، اپنا گھربار، اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سوء کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔"

مولانا شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

"وہ ہر وقت اور ہر حالت میں خدائے بزرگ و برتر کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ حتٰی کہ ان کا گوشت، ان کی ہڈیاں، ان کے پٹھے اور ان کا ہر ہر موئے بدن اللہ کی طرف متوجہ تھا۔ آپ اللہ عزوجل کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے۔"

مولانا سید عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں:

"وہ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے۔ اللہ کی طرف سے الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے اور انہیں اس کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔"

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

"آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے انہیں ہم کلامی کا شرف بھی

۱۲۹

حاصل تھا۔"

اولاد:

آپ کے ۱۲ صاحبزادے اور ۱۵ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

مولانا عبداللہ، مولانا محمد، مولانا احمد، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالقیوم، مولانا عبدالقدوس، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عبدالحی۔

اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم تھا۔ سب محدث تھے، اور علم دین اور فقر کی دولت سے مالا مال تھے۔

محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی حضرت شیخ عبداللہ غزنوی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ تمام مشقتوں اور پریشانیوں میں اپنے والد کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔ ان کی ولادت غزنی کے مقام صاحبزادہ میں ہوئی۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ غزنوی سے کی اور حدیث وتفسیر کی تعلیم حضرت میاں صاحب دہلوی سے حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد امرتسر میں سکونت اختیار کی اور درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں مصروف ہوئے۔

مولانا محمد بن عبداللہ کو بھی راہِ خدا میں مصائب وآلام سے دوچار کیا گیا۔ آپ کو صرف سنت رسول کی تائید وحمایت میں دہشت زدہ کیا گیا۔ علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔

الغرض فضائل اعمال کا یہ واقعہ ثابت ہے اور اس پر معراج ربانی صاحب کے تمام اعتراضات باطل ومردود ہے اور معلوم ہوا کہ اہل حدیث حضرات صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

الاحادیث الواردۃ فی الابدال۔

[ابدال کے سلسلے میں مروی ایک حدیث کی تحقیق]

-مولانا عبد الرحیم قاسمی

ابدال کے سلسلے میں حدیث ” **الأبدال** “ کئی سندوں سے مروی ہے، لیکن ہر سند میں کلام ہے، یہ بعض ائمہ محدثین کی رائے ہے۔ چنانچہ حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے کہا:

”حدیث: الأبدال، له طرق عن أنس رضي اللہ عنه مرفوعا بألفاظ مختلفة كلها ضعيفة “۔(المقاصد الحسنۃ: ص ۴۳)۔

حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کہتے ہیں کہ

”كل حديث يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم في عدة "الأولياء" و "الأبدال" و "النقباء" و "النجباء و "الأوتاد" و "الأقطاب" مثل أربعة أو سبعة أو اثني عشر أو أربعين أو سبعين أو ثلاثمائة و ثلاثة عشر أو القطب الواحد فليس في ذلك شيء صحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم ينطق السلف بشيء من هذه الألفاظ إلا بلفظ "الأبدال" “۔(مجموع الفتاوی لابن تیمیة: ج ۱۱: ص ۱۶۷، بتحقيق عبد الرحمن بن محمد بن قاسم طبع: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية)

حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ

” أحاديث الأبدال والأقطاب والأغواث والنقباء والنجباء والأوتاد كلها باطلة على رسول الله صلى الله عليه وسلم “۔(المنار الضعیف: ص ۱۳۶، بتحقیق عبد الفتاح ابی غدۃ، طبع مکتبة المطبوعات الإسلامية، حلب)، لیکن مشہور محدث ابو الفداء، اسماعیل بن محمد **العجلونی**ؒ (م ۱۱۶۲ھ) کہتے ہیں کہ

" لکنہ یتقوی بتعدد طرقہ الکثیرۃ "۔ (کشف الخفاء: ج۱: ص ۳۲، بتحقیق عبدالحمید بن أحمد بن یوسف بن هنداوي)

مگر ایک سند، امام ابو محمد، الحسن بن محمد الخلال (م ۴۳۹ھ) کی کتاب میں درج ہے، جس کے تمام روات ثقہ یا صدوق معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ امام الحسن بن محمد الخلال (م ۴۳۹ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن شاذان, حدثنا عمر بن محمد بن شعيب الصابوني, حدثنا إبراهيم بن الوليد بن أيوب حدثني أبو عمر الغداني، حدثنا أبو سلمة الخراساني عن عطاء عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأبدال أربعون رجلا وأربعون إمرأة كلما مات رجل بدل الله مكانه رجلا وكلما ماتت إمرأة بدل الله مكانها إمرأة۔

ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہوتے ہیں، جب بھی ان میں سے کسی مرد کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسرے مرد کو لے آتے ہیں اور جب بھی کسی خاتون کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسری خاتون لے آتے ہیں۔ (**کرامات الاولیاء للخلال: ص ۳۰۳، بتحقیق ابی یعقوب ابن کمال المصری، طبع المکتبۃ الاسلامیۃ، قاہرۃ**)

سند کے روات کی تحقیق:

(۱) ابو محمد، الحسن بن محمد الخلال (م ۴۳۹ھ) مشہور امام، حافظ الحدیث، صاحب المعرفۃ اور ثقہ، محدث ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج۱۷: ص۵۹۳**)

(۲) ابو بکر، احمد بن ابراہیم بن الحسن بن محمد بن شاذان (م ۳۸۳ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۵۳۹**)

(۳) عمر بن محمد بن شعیب الصابونی بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۳۹۱**)

(۴) ابو اسحاق، ابراہیم بن ولید بن ایوب، الجشاش (م ۲۷۲ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۲۶۴، تاریخ بغداد: ج۶: ص۱۹۶**)

(۵) ابو عمر، عبد اللہ بن رجاء بن عمر البصری الغدانیؒ (م ۲۲۰ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۳۱۲)**

(٦) ابو سلمۃ الخراسانی سے مراد ابن ماجہ کے ثقہ راوی ابو سلمۃ، غالب بن سلیمان الخراسانی البصریؒ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۳۴۷)**[6]

---

[6] **کرامات الاولیاء للخلال کے محقق شیخ ابو یعقوب ابن کمال المصری** فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ابو سلمۃ کو الخراسانی کہنا خطاء ہے، جب کہ صحیح الحرانی ہے، جیسا کہ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے کتاب الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔ **(ج۳: ص ۱۵۲)** اور موصوف یہ راوی یعنی ابو سلمۃ الحرانی کا تعین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ امام احمد کے شیوخ میں اور امام مالکؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ **(کرامات الاولیاء للخلال: ص ۳۰۳، بتحقیق ابی یعقوب ابن کمال المصری، طبع المکتبۃ الاسلامیۃ، قاہرۃ)**

الجواب:

محقق صاحب نے جس راوی سے ابو سلمۃ الحرانی کا تعین کیا ہے، شاید وہ منصور بن سلمۃ، ابو سلمۃ الخزعی البغدادیؒ (م ۲۱۰ھ) ہیں، جو کہ امام احمد کے استاذ اور امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔ **(تہذیب الکمال: ج ۲۸: ص ۵۳۰)**، لیکن یہ تعین قابل غور ہے۔ کیونکہ منصور بن سلمۃ، ابو سلمۃ الخزعی البغدادیؒ کو کسی نے بھی "الحرانی" قرار نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کا لقاء یا ان کی معاصرت حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) سے ثابت ہے۔ لہذا ابو سلمۃ الحرانی کی تعین غیر صحیح اور وہ مجہول ثابت ہونگے۔ کما قال ابن الجوزی فی الموضوعات،

بر خلاف ابو سلمۃ کے سلسلے میں " الخراسانی " کی صراحت آنے کے بعد، کیونکہ پھر اس سے مراد ابو سلمۃ، غالب بن سلیمان البصریؒ ہونگے، اس لئے کہ ان کو " الخراسانی " بھی کہتے ہیں۔ اور ان کی معاصرت حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) سے بھی ثابت ہے۔ **(تہذیب الکمال: ج ۲۳: ص ۸۸)**،

اور ثقہ کی زیادتی بھی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا یہاں اس سند میں ابو سلمۃ سے مراد ابو سلمۃ، غالب بن سلیمان الخراسانی البصریؒ درست معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۷) امام عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) ثقہ، فقیہ، امام ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۵۹۱، نیز دیکھئے المستدرک للحاکم: ج۱: ص ۴۵۷، ۳۳۶)**

(۸) انس بن مالکؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) "اپنے فتاوی" میں فرماتے ہیں کہ

"**الأبدال وردت في عدة أخبار منها ما يصح وما لا وأما القطب فورد في بعض الآثار وأما الغوث بالوصف المشتهر بين الصوفية فلم يثبت**"

ابدال کا تذکرہ متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے، جن میں بعض صحیح ہے اور بعض صحیح نہیں ہے، جبکہ قطب کا ذکر بعض آثار میں ہے اور غوث اس وصف کے مطابق جو صوفیہ کے درمیان مشہور ہے، ثابت نہیں۔ **(بحوالہ فیض القدیر للمناوی: ج۳: ص۱۶۹)**